روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 10 دسمبر 2010ء 3 محرم 1432 ہجری 10 فتح 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 251

اللہ کا برگزیدہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ عالم وفاضل، بہت روزہ رکھنے والے بہت نمازیں پڑھنے والے، حج کرنے والے، صدقہ دینے والے اور تمام اعمال حسنہ کثرت سے بجالانے والے تھے۔ انہوں نے 25 حج کئے تھے۔

(اسدالغابہ جلد2ص20ابن اثیر جزری)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 545)

ایوارڈ برائے بی ایس، ایم ایس سی

واقفین نو طلباء وطالبات

ایسے واقفین نو طلباء و طالبات جنہوں نے امسال HEC سے منظور شدہ کسی ادارہ سے B.S (چار سالہ بیچلرز) یا M.Sc کی ڈگری حاصل کی ہو، ان کیلئے ایک ایوارڈ ''عبدالوہاب خیر النساء سکالرشپ'' کا اجراء کیا گیا ہے۔ یہ سکالرشپ صرف واقفین نو کیلئے ہے۔ درخواست دہندگان سے گزارش ہے کہ وہ سادہ کاغذ پر درخواست بنام ناظر تعلیم، ادارہ کی طرف سے ملنے والی Transcript کی نقل لف کر کے مکرم امیر صاحب ضلع / مکرم صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو جلد از جلد ارسال فرمائیں۔ درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ 31 دسمبر 2010ء ہے مزید رہنمائی کیلئے فون نمبر 047-6212473 پر رابطہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

ضرورت انسپکٹران

دفتر انصاراللہ پاکستان کو شعبہ مال کیلئے دو انسپکٹران کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب جن کی عمر 40 سال سے کم اور 50 سال سے زائد نہ ہو، کم از کم تعلیم ایف اے ہو، کمپیوٹر کا علم ہو جانتے ہوں اور خدمت دین کا شوق رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں بعد تصدیق صدر جماعت / امیر ضلع بمعہ تعلیمی اسناد مورخہ 15 دسمبر 2010ء تک دفتر انصاراللہ پاکستان میں جمع کروائیں۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 599

پُرشوکت اعلان

سیدنا حضرت مصلح موعود نے یہ انقلاب انگیز ٹریکٹ 21 مارچ 1914ء کو رقم فرمایا اور 25 مارچ 1914ء کو اخبار الفضل کے ضمیمہ کی صورت میں سارے ملک میں شائع کر دیا گیا۔ اس کے کل صفحات بارہ تھے۔ ٹریکٹ کا ایک پُرشوکت اقتباس سنیئے فرمایا:۔

''میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خداتعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے یہ اس کا اپنا فعل ہے یہ میری درخواست نہ تھی۔ میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یہ خداتعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خداتعالیٰ کے حکم کو رد کردوں مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا گو میں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آ گیا لیکن جو کچھ بھی ہو اس نے مجھے پسند کر لیا اور اب کوئی انسان اس کرتہ کو مجھ سے نہیں اتار سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے یہ خدا کا دین ہے اور کونسا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے۔ خداتعالیٰ میرا مددگار ہو گا۔ میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے میں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے میں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے میں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا (انشاءاللہ) میں بے پناہ ہوں مگر میرا محافظ وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔''

(انوارالعلوم جلد 2 صفحہ 14)

سر مقتل محبوب ازلی کی پیاری آواز

وسط 1937ء کا فتنہ انکار خلافت آتش فشاں پہاڑ کی طرح یکا یک بھڑک اٹھا تھا اور دشمن صداقت سب طاقتیں حملہ آور ہو گئی تھیں۔ میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ قادیان میں پڑھتا تھا۔ میری چشم تصور آج بھی جب اس قیامت خیز صورت حال کو ماضی کے جھروکوں سے دیکھتی ہے تو دل کانپ جاتا اور کیجا پاش پاش ہو جاتا ہے۔ خصوصاً ان مغلظات، دشنام طرازیوں اور مفتریات کے خیال سے جو خدا کے خلیفہ برحق پر لگائے گئے۔

اس ضمن میں فسادیوں نے قادیان سے ایک شرمناک اور اشتعال انگیز اشتہار دیا جس پر شیر خدا مصلح موعود نے 16 جولائی 1937ء کو ایک جلالی خطبہ دیا جس میں کھلے لفظوں میں بتایا۔

ان کا مجھ پر حملہ اس لئے نہیں کہ میں بزدل ہوں یا میرا خاندان جرأت نہیں رکھتا بلکہ صرف اس لئے ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ ان کی شرارتوں کا جواب میں شرارت سے نہیں دوں گا اور صبر سے ان کے ظلموں اور شرارتوں کو برداشت کروں گا۔ ایسے لوگ اور کسی پر اعتراض نہیں کرتے، صرف مجھ پر ہی کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ وہ مجھ پر اعتراض کریں گے اور میں ان کی حفاظت کروں گا۔ وہ مجھے گالیاں دیں گے اور میں اس امر کا خاص خیال رکھوں گا کہ انہیں کوئی تکلیف اور دکھ نہ پہنچے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ دوسروں پر حملہ نہیں کرتے۔

مؤمن ربانی ہوتا ہے۔ پہلے وہ چھوٹی اصلاح شروع کرتا ہے۔ بیسیوں عیوب ان کے اردگرد موجود ہیں ان کے گھروں میں اور ان کے دوستوں میں پائے جاتے ہیں یہ لوگ کیوں ان کی اصلاح کے لئے کھڑے نہیں ہوتے؟ کیوں ان کے متعلق اشتہار شائع نہیں کرتے؟ مجھ پر ان کا حملہ بتاتا ہے کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ میں پُرامن ہوں ورنہ دنیا میں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر بھی کوئی شخص اس طرح حملہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا جس طرح مجھ پر حملہ کیا جاتا ہے۔ گویا میں اس وسیع دنیا میں ایک ہی یتیم اور بے کس ہوں جس کی عزت پر حملہ کرنا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ مگر دشمن نادان ہے، بے شک بظاہر میں ایک ہی یتیم ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ گو انسان مجھے چھوڑ دیں مگر خداتعالیٰ مجھے نہیں چھوڑے گا۔ میں نے اس دنیا میں ان لوگوں سے جو میری محبت کا دم بھرتے تھے، ظلم پر ظلم دیکھے ہیں مگر ایک ہے جس نے مجھے کبھی نہیں چھوڑا اور اسی کے منہ کے لئے میں یہ سب ظلم برداشت کر رہا ہوں۔ یہ خلافت میرے لئے پھانسی سے کم ثابت نہیں ہوئی۔ لوگوں نے مجھے تختہ دار پر کھینچا اور فخر کرنے لگے کہ انہوں نے مجھے تخت بخش دیا ہے مگر میرے **خدا نے مجھے کہا کہ یہ تُو سب کچھ برداشت کر اور اف نہ کر کیونکہ تیرے دکھ میرے لئے ہیں نہ کہ بندوں کے لئے۔ پس جن کے لئے تیرے دکھ نہیں تیرا حق نہیں کہ ان سے صلہ کا امیدوار ہو۔ تیرا کام بندوں کے لئے بغیر اجرت کے ہے مگر تُو بے اجرت نہیں چھوڑا جائے گا۔ میں خود تیرے زخموں پر مرہم رکھوں گا اور تیری ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑ دوں گا۔ انسانوں نے بے شک تیرے ساتھ ظلم کیا ہے مگر کیا میری محبت اس ظلم کا کافی سے زیادہ بدلہ نہیں؟ اور کیا میری محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے اس کے سوا تجھے اور کسی چیز کی خواہش ہو سکتی ہے؟ میرے رب کی یہی آواز ہے جس نے تاریکی کے وقتوں میں میرا ساتھ دیا ہے اور جب میرا دل بیٹھنے کو ہوتا تھا تو اس نے میرے دل کو سہارا دیا ہے ورنہ مجھ پر ہزاروں گھڑیاں آئی ہیں کہ موت مجھے حیات سے زیادہ عزیز تھی اور قبر کا کونہ گھر کے کمروں سے مجھے زیادہ پیارا تھا۔''**

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 282)

حضرت مصلح موعود کے درج اشعار میں اپنے محسن خدا اور پیارے مولا ہی کی حمد و ثناء بیان ہوئی ہے۔ ہر لفظ محبت الٰہی کے پاک چشمہ سے نکلا ہوا ہے۔

میرے مولیٰ میری بگڑی کے بنانے والے
میرے پیارے مجھے فتنوں سے بچانے والے
میں تو بدنام ہوں جس دم سے ہوا ہوں عاشق
کہہ لیں جو دل میں ہو الزام لگانے والے
مجھ سے بڑھ کر ہے مرا فکر تجھے دامنگیر
تیرے قربان مرا بوجھ اٹھانے والے

آؤ اس کے پاس چلیں

جوبن پر ہے رنگِ بہاراں آؤ اس کے پاس چلیں
بزم میں ہے وہ ماہ نگاراں آؤ اس کے پاس چلیں

کب تک درد حویلی میں ہم آہیں اشک لٹائیں گے
رک جائے یہ بادوباراں آؤ اس کے پاس چلیں

اس کی دعائیں سب کے لئے ہیں اس کی وفائیں سب کے ساتھ
میں تنہا کیوں، حلقہ یاراں! آؤ اس کے پاس چلیں

سب کا مداوا کرتا ہے وہ دل کے زخم بھی بھرتا ہے
جاتے کہاں ہو سینہ فگاراں! آؤ اس کے پاس چلیں

بخشے منزل تک وہ رسائی رستوں کو رعنائی دے
وہ ہے شاہِ شاہسواراں آؤ اس کے پاس چلیں

چاکِ گریباں سلتے ہیں واں پھول خوشی کے کھلتے ہیں
وہ ہے بہارِ لالہ زاراں آؤ اس کے پاس چلیں

اس کے میخانے میں عابدؔ تشنہ کام کہاں کوئی ہے
میری سنو! اے بادہ گساراں! آؤ اس کے پاس چلیں

مبارک احمد عابدؔ

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی نوازشوں، شفقتوں اور محبتوں کا تذکرہ

محترم میجر (ر) منیر احمد فرخ صاحب

(قسط اول)

میٹرک کے امتحان میں ہم ایک ولولے کے ساتھ میدان میں اترے کہ اب سکول کی زندگی کو خیر باد کہیں گے۔ اگلا مرحلہ کالج میں داخلہ تھا جس کے لئے ایک خواہش عرصہ سے دل میں پل رہی تھی کہ ربوہ جائیں گے جہاں ایک انتہائی معیاری درسگاہ ہماری مادر علمی بنے گی۔ آرزو کی تکمیل کا لمحہ قریب تر آرہا تھا۔ ہر ساعت جو کٹ رہی تھی جوئے شیر کے لئے پہاڑ کاٹنا تھا (نتیجے کا انتظار تھا) جو کاٹے نہیں کٹ رہا تھا۔ سونے پہ سہاگہ کہ انہی دنوں محترم پرویز پروازی جماعت کے کسی کام سے ہمارے شہر کنری ضلع عمرکوٹ (سندھ) تشریف لائے تو اس پری وش (ٹی آئی کالج) کا ذکر چھڑ گیا۔ ظالم نے اس دبستاں کا نقشہ ایسی ادا سے کھینچا کہ پر ہوتے تو اڑ کر وہاں پہنچ جاتے۔ فصیح زبان پروازی صاحب کہ زمانہ طالب علمی میں بھی شیریں زبان رکھتے تھے نے داستان میں رنگ بھرتے ہوئے کالج کی تمام تر کامیابی کو محترم پرنسپل صاحب کی ذات کے ساتھ اس طرح جوڑا کہ اس زبدۃ السالکین کے پاؤں چھونے کی تڑپ کالج میں داخلے کی خواہش پر بازی لے گئی۔

ربوہ کا ماحول

ربوہ پہنچے۔ داخلہ تو مل گیا مگر وہ مضامین جو ہمیں عزیز تر تھے، عزیز درس گاہ کو منظور نہ تھے کہ معیار کم تھا۔ یہ کمی دراصل ہمارے بہت کام آئی اور اس نے وہی کام کیا جو اس محاورے میں پنہاں ہے کہ ''عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد'' کالج کے قواعد پڑھے تو ترنگ میں ایک درخواست عزت مآب پرنسپل صاحب محترم کی خدمت میں پیش کر دی کہ ظن غالب ہے کہ صوبہ سندھ کا معیار تعلیم صوبہ پنجاب سے بہتر ہے اور ہم ہیں کہ سندھ سے آئے ہیں اس لئے مطلوبہ مضامین میں داخلہ کے لئے فیصلہ پر نظر ثانی کی جائے۔ درخواست کے جواب میں واجب الاحترام محترم پرنسپل صاحب نے انتہائی شفقت سے اس سندھی نوجوان کو اپنے دفتر بلایا کہ اس کی جرأت رندانہ کو بخوبی سراہا جائے اور وہ ظن باطل جو اس کے ذہن کی اختراع ہے کا ابطال کیا جائے کہ یہاں کسی صوبے کو دوسرے صوبے پر برتری حاصل نہیں۔

آپ کے در پر پہلی حاضری اور آپ کے وجود پر پہلی نظر بہت ہی بابرکت تھی کہ اس کے بعد ہمیشہ اسی سلوک کو آپ نے روا رکھا۔ گو یہ نالائق کسی ستائش کا سزاوار نہیں تھا پر پیہم التفات اور آپ کی بخشش کی بارش ہمیشہ اس احقر پر برستی رہی۔ آپ کی پدرانہ شفقت، راہنمائی اور ہمدردانہ تربیت نے مجھے اس لائق بنایا کہ تمام تر عیوب کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کے سہارے زندگی کے شب و روز بسر ہو رہے ہیں۔

گو پہلے بھی کئی بار ربوہ کی بستی دیکھی بھالی تھی۔ مگر اب کی بار اس شہر کا رنگ ہی کچھ اور تھا کہ ہمارا مستقل ملجاء و مسکن بننے والا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تو مصلح موعود تھے۔ آپ کے بعد بہشتی مقبرہ کی طرف سے دارالضیافت والی سڑک پر ''چاند کی روشنی'' کا گمان ہوتا تھا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب یہیں فروکش تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری، حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہ جہانپوری ان چہروں پہ چمکتا نور اجلی اجلی چاندنی کا مظہر تھا۔ حسن و جمال یار کی رعنائیاں اس شہر دلکش کو چاند سے تشبیہ دیکر چن آب نگر کہتی ہیں تو بہ دل و جان قبول کہ گلاب کو کسی بھی نام سے پکاریں اس کی خوشبو چھپ نہیں سکتی۔

سنگ و خارہ زمین نہ جانے کب سے ترس رہی تھی بسنے کے لئے۔ اب جو بسنے کو آئی تو بستی ہی چلی گئی کہ بسنے والے جب اللہ تعالیٰ کے نام پر ہجرت کرتے ہیں تو یوں ہی بستے چلے جاتے ہیں۔ بستی کی شور زدہ پیاسی زمین دیکھتے دیکھتے ہری ہوگئی۔ پانی جو سالہا سال میں آسمان سے برستا تھا اب اس کی کوکھ سے بھی بہنے لگا۔ ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

القصہ ہم یہاں کیا آئے کہ بس یہیں کے ہو رہے۔ بزرگوں کے اس شہر میں دعائیں ہی دعائیں تھیں۔ اپنے اللہ کے حضور، جو ہر لب پر ہر لمحہ جاری رہتی تھیں۔ ع

دست بہ کار دل بہ یار

اللہ تعالیٰ کا شکر جتنا بھی ادا کروں کم ہے۔ حق شکر ادا ہو ہی نہیں سکتا کہ خدا رسیدہ لوگوں کو صحبت صالح مل گئی جس نے اس احقر کو زندگی کی اک نئی جہت سے روشناس کرایا۔

طبیعت میں شفقت و انسیت

حضرت پرنسپل صاحب کو پہلی نظر دیکھا تو یہ احساس دل میں گھر کر گیا کہ یہ وجود بھی ان نوروں میں سے ایک ہے جو خدا تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہیں۔ ایک انتہائی مقدس چہرہ میری آنکھیں مجھے دکھا رہی تھیں۔ آپ کی گفتگو میں ٹھہراؤ تھا کہ ہر بات واضح ہو جائے اور سننے والے کو کوئی ابہام نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی صلاحیتیں ودیعت کر رکھی تھیں جن کو آپ بروقت استعمال کرتے۔ ملنے والوں کی صلاحیت کو پہچان کر اسی لہجے میں ان سے گفتگو کرتے۔ یہ انداز گفتگو سننے والے کے دل میں اعتماد پیدا کر دیتا اور اس طرح وہ اپنی صلاحیتوں کو انتہائی سطح پر لا کر آپ کے حسب منشاء فرض کی ادائیگی کرتا۔ جس قسم کا موضوع ہوتا اسی طرز پر اس کو بیان کرتے۔ انتہائی رعب دار شخصیت جس میں سختی نہیں شفقت اور انسیت جھلکتی تھی۔ بیباک اور نپی تلی بات کرتے جس سے آپ کی شخصیت مزید نکھر جاتی۔ اپنے ہم عصروں میں خواہ وہ جماعتی عہدیدار ہوں، امراء جماعت ہوں یا غیر از جماعت تعلیمی اداروں کے سربراہ یا قومی اور بین الاقوامی شخصیات، آپ ان میں نمایاں نظر آتے۔ صرف دیکھنے ہی میں نہیں گفتگو میں بھی۔ حکیمانہ طرز کلام آپ کا خاصہ تھا۔ مشورہ دیتے تو آپ کی خداداد فہم و فراست آپ کے طرز کلام سے ہر آن جھلکتی۔ میری غریبانہ رائے کی کیا وقعت پر یہی دیکھا گیا کہ آپ کو اپنے تئیں نمایاں کرنے کی ضرورت کبھی پیش نہ آئی۔ آپ کا بابرکت وجود اور آپ کی پُرحکمت گفتگو لوگوں کو مجبور کرتی کہ وہ آپ کی اس حیثیت کو اپنے اوپر وارد کریں۔ ''صدر ہر جا کہ نشیند صدر است''۔ نمایاں ہونے کی تگ و دو نظر آجاتی ہے مگر یہاں تو نمایاں نام کی شے آپ کے پیچھے بھاگتی نظر آتی تھی۔

چھوٹا منہ اور بڑی بات ہوگی اگر میں کہوں کہ جماعت حضرت مصلح موعود کی امامت کے نشے میں سرشار چلی آرہی تھی۔ آپ کی جدائی کے کرب کا مداوا اور آپ کی وفات کا خلاء اس شخص نے پُر کیا جسے اللہ تعالیٰ نے ایک تعلیمی درسگاہ کی سربراہی عطا کی تھی۔ ''فیضان نظر بھی آپ کے شامل حال تھا''۔ اور ''مکتب کی کرامت بھی''۔ کالج کی سربراہی ابتداء تھی اس عظیم خدمت کی جو منتظر تھی مگر نہاں تھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے پردے میں۔

کالج کا ماحول اور آپ کی شخصیت

آپ نے کالج کو تراش کر ایسے گہوارۂ علم کی بنیاد رکھی جس کے معمار بھی آپ تھے، زیب و زینت کی ہنرمندی بھی آپ ہی کے نام لکھی گئی اور ضابطۂ اخلاق کے راستے ہموار کر کے اس کے دروازے ہر خاص و عام کے لئے کھول دیئے۔ یہ جہان دانش خطے کی مثالی درسگاہ بن گئی جہاں طبقاتی تقسیم کو ختم کرنے کے لئے آپ نے تمام طلباء کے لئے ایک ایسا لباس متعارف کرایا جو کم قیمت تو تھا ہی مگر اس کو پہن کر ہر طالب علم تعلیمی اور مذہبی اقدار کی نمائندگی بھی کرتا تھا۔ شاگردوں کے گروہ کالی جناح کیپ سروں پہ سجائے کالے رنگ میں کاٹن کا آدھا گاؤں پہنے صحن دبستان میں رواں دواں نظر آتے تھے۔

اساتذہ کا مقام روحانی باپ کا ساتھا کہ یہ جنس گراں مایہ یہاں اسی ترازو میں تلتی تھی۔ منتخب روزگار اساتذہ دلوں میں بستے تھے کہ بانصیب ان کے وسیلے سے چاہیں تو آسمان کی بلندیوں کو چھولیں۔ صبح دم کالج کے در و بام اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی گونج سے فضا کو خوشبو سے معطر کر دیتے۔ نابغہ روزگار ہستیاں، حضرت مولانا ابوالعطاء (خالد احمدیت) کی شکل میں چہرے پر بزرگی اور علم و آگہی کی شان لئے کالج کے مرکزی ہال میں موجود ہوتے۔ تمام طلباء (بلا امتیاز) جوق در جوق آپ کی زبان سے حکمت کے موتی چننے کے لئے قرآن پاک کا لفظ لفظ دل میں اتارتے۔

جب کبھی اپنے کالج کو ملک کے دوسرے تعلیمی اداروں کے روبرو کیا تو ہمیشہ ایک ہی جواب سامنے آیا کہ کسی کے پاس ایسا پرنسپل ہو تو سامنے لائے۔ کیا شان تھی اور کیا رتبہ تھا۔ حضرت پرنسپل صاحب کا جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا تھا کہ بڑے سے بڑے اساتذہ جو تعلیمی میدان کے شہسوار مانے جاتے تھے۔ آپ کے سامنے ادب و عقیدت سے جھکے رہتے۔

مجھے یاد ہے، آپ کی رہائش کالج کی چار دیواری کے اندر شمال مشرقی کونہ میں واقع تھی۔ جونہی آپ کا قدم مبارک رہائش گاہ سے باہر کیا نکلتا کہ سارے کالج کو خبر ہو جاتی۔ تمام طلباء آپ کی محبت و احترام میں اپنے آپ کو یوں چھپا لیتے جیسے چھوٹے بچے اپنی توجہ چاہنے کے لئے اپنے والدین کی آمد پر گھر کے کونوں میں چھپ جاتے ہیں۔ اپنے طلباء کی ان اداؤں سے آپ بخوبی واقف تھے کہ وہ کہاں کہاں آپ کے منتظر ہوں گے۔ ان سے ملنے کے لئے ان جگہوں پر ضرور جاتے۔ آپ کو اپنے درمیان پا کر لڑکے خوشی سے کھل اٹھتے اور ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی کہ وہ حضرت پرنسپل صاحب سے بات کرنے کا شرف حاصل کرے۔ یہ سرسری دورہ بڑے کام کا ہوتا۔ اک طائرانہ نظر ہی سہی مگر طلباء کے چہروں کے تاثرات سارے کالج کے ماحول کا آئینہ بن جاتے۔

تربیت کا ایک انداز

ایک دفعہ صبح کے وقت کالج لائبریری کے کونہ میں اپنے ساتھی طالب علم محترم زرتشت منیر احمد صاحب کے ساتھ محو گفتگو تھا کہ حضرت پرنسپل

صاحب اپنی قیام گاہ سے کالج آتے ہوئے وہاں سے گزرے۔ ہمیں دیکھ کر خاموشی سے گزر گئے۔ مگر دفتر پہنچ کر اس عاجز کو بلایا۔ ان دنوں پنجاب کے تمام کالجوں خصوصاً لاہور میں ہڑتالوں اور بائیکاٹ سے تعلیمی اور سیاسی فضا مکدر ہو رہی تھی۔ دفتر میں حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا تو جواب کے بعد فرمایا کیا باتیں ہو رہی تھیں؟ جواب میں میری گزارش کو آپ نے سچ گردانا اور فرمایا کہ آجکل کالجوں میں ہڑتال اور کلاسوں کے بائیکاٹ کی وبا پھیلی ہوئی ہے مگر ہماری تعلیم اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ایسے کسی کام میں حصہ لیں۔ آپ نے میرا حوصلہ بڑھاتے ہوئے فرمایا تم ایک ہونہار طالبعلم ہو میں چاہتا ہوں کہ ہمارے کالج میں اشارۃً بھی کسی ایسے عمل کا ذکر تک نہ ہو۔ اگر تمہارے علم میں ایسی کوئی اطلاع آئے تو فوراً مجھے خبر کرنا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا کرم ہمیشہ ہمارے شامل حال رہا اور کبھی بھی کسی واقعہ نے ہمیں پریشان نہ کیا۔

کشتی رانی کے کھیل پر آپ کی شفقت

کشتی رانی ہمارے کالج کا مقبول ترین کھیل تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے سہارے ہماری ٹیم اس میدان میں ہمیشہ سب سے آگے رہی کہ حضرت پرنسپل صاحب کی خصوصی توجہ اسے حاصل تھی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کالج میں دوسری کھیلیں قابل توجہ نہ تھیں۔ آپ کو یقین تھا اور کئی مرتبہ اس کا برملا اظہار بھی کیا کہ کھیلیں صحت مند جسم کے لئے ازبس ضروری ہیں کیونکہ ایک اچھا دماغ صحت مند جسم کے بغیر نشو ونما نہیں پاسکتا۔ نومبر۔ دسمبر کی سخت سردی میں کشتی رانی کی مشقیں سحری سے پہلے شروع ہوتیں پھر عصر کے بعد دوبارہ یہ مشقت طلب ورزش کی جاتی۔ آپ پوری طرح آگاہ تھے کہ ایسی جانفشانی اضافی خوراک کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے تمام تر توجہ کے ساتھ آپ کی ذاتی نگرانی میں انواع واقسام کی نعمتیں ہمیں ملتیں۔

خدا کے فضل سے اس عاجز کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ کشتی رانی کے عروج پر اس ٹیم کا کپتان مقرر کیا گیا۔ استاذی المکرّم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ہمارے نگران تھے۔ خوش کن پہلو یہ تھا کہ بحیثیت کپتان حضور کی سرپرستی مجھے حاصل رہی۔ ایک سال ٹریننگ کے دوران سخت محنت کی وجہ سے یا موسم کی سنگینی تھی کہ یہ عاجز اچانک بیمار ہوگیا۔ حضرت پرنسپل صاحب نے کمال شفقت سے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو فضل عمر ہسپتال میں ٹیلیفون پر میری حالت سے آگاہ کیا اور پھر مجھے ہسپتال بھیجا۔ جہاں علاج کی تمام سہولتیں میسر آگئیں اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ بہت جلد صحت یاب ہوکر واپس ٹیم میں شامل ہوگیا۔

ہر سال چیمپیئن شپ کے مقابلے لاہور میں منعقد ہوتے۔ جنوری کے مہینے کا پہلا ہفتہ راوی کے کناروں کو آباد کر دیتا جب زندہ دلان لاہور کے من چلے جوق در جوق یہاں چلے آتے اور دریا کے کنارے اک شہر بس جاتا۔ چناب کا پانی راوی کے مقابلے میں قدرے گدلا نظر آتا ہے۔ مگر اس کی یہ کثافت ہمارے بڑے کام آتی۔ تندئ باد مخالف ہماری شیر دل ٹیم کو اونچا اڑانے کا سبب بنتی۔ ہمارے کالج کی ٹیم جب راوی کے لئے رخت سفر باندھتی تو چناب کی وفاداری ہر امتحان میں پورا اترتی۔ چناب ہمارے ساتھ ساتھ راوی کے پانیوں میں یوں اترتا کہ یہ صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ چناب اور راوی کا بھی مقابلہ ہے۔ نصف میل کی پانی کے مخالف یہ دوڑ پانچ دن جاری رہتی اور کامران کی بارہ دری جو کبھی مغل شہزادوں کے گن گاتی تھی اب ہمارے نام سے گونجتی۔ چناب اور راوی کے مقابلے میں ہر بار چناب بازی لے جاتا۔ بارہ دری میں کھڑے تماشائی فلک شگاف نعروں سے حق تعریف ادا کرتے۔ من چلے لاہوریے بھلا کب پیچھے رہنے والے تھے۔ دریا کے دونوں کناروں پر کشتیوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے کام و دہن کی دھواں دار بارش سے اپنی روایتوں کو زندہ رکھتے۔ کچھ جغادری تو ہارنے والی ٹیم کی درگت پل کے جنگلے سے الٹا لٹک کر دیکھتے۔ مقابلے کا اختتام ہوتا تو پنجاب کے پنج دریا چناب اور اس کی ٹیم کو تہنیتی کلموں سے الوداع کہتے۔

حضرت پرنسپل صاحب ہمیشہ ہی اپنی ٹیم کا حوصلہ بڑھانے کے لئے لاہور آنا کبھی نہ بھولتے۔ کالج کے اکثر طلباء بھی لاہور پہنچ کر قابل تحسین کردار ادا کرتے۔ ٹیم کی جیت پر ان کے نعرے ہمارے حوصلے دوبالا کر دیتے۔

طلباء سے محبت بھرا تعلق

جیت کی خوشی میں چھٹی مانگنا ہر کالج کی ریت ہے۔ ہمارا کالج بھی جیت کی خوشی اسی طرح مناتا۔ تمام طلباء حضرت پرنسپل صاحب کے گرد گھیرا ڈال کر چھٹی چھٹی کے نعرے مارتے۔ حد ادب ہمیشہ ملحوظ رہتا۔ حضور ہاتھ کے اشارے سے نہیں نہیں کا نشان بناتے اپنی رہائش گاہ کی طرف قدم قدم بڑھتے۔ جوں جوں منزل قریب آتی ''تقاضائے چھٹی'' از طلباء اور انکار چھٹی از حضرت پرنسپل صاحب جاری رہتا۔ بالآخر ''آہ و فغاں'' رنگ لاتی۔ آپ کا دل پسیج جاتا اور گاہ ایک انگلی اٹھتی کہ اتنی ہی گنجائش ہے اور وہ نظارہ تو خوشی کو دوبارہ کر دیتا جب آپ دائیں ہاتھ کی دو انگلی V کی شکل میں اٹھا کر اشارہ کرتے تو ہر دوربین آنکھ سمجھ جاتی کہ چھٹی دو دن کی ہے۔ کشتی رانی کا مقابلہ چونکہ لاہور میں ہوتا اس لئے چھٹی کا فیصلہ بھی اسی زمین پر ہو جاتا۔ دوسرے کالج جو زیادہ تر لاہور سے تعلق رکھتے، ان کے اساتذہ اور پرنسپل ان محبتوں کے خطرات مول لینے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے اس لئے ہمارا کالج انہیں عجوبہ لگتا جب وہ اپنے پیمانوں سے ان رشتوں کو ناپتے جو ہمارے محترم حضرت پرنسپل صاحب اور ہمارے طلباء کے درمیان قائم تھا۔ یہ انوکھا پیار دوسرے کالجوں کے لئے حیرت کدہ بن کر ان کے ذہنوں کو عجیب سرور سے آشنا کرتا۔ وہ برملا کہتے اور لاہور میں کئی طلباء نے جن سے مقابلہ کے اختتام پر ملاقات ہوتی، کہتے ہم نے تو کبھی اپنے مطالبات خواہ وہ چھٹی کے لئے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس طرح پیش نہیں کئے۔ ہم تو جبر سے اپنے مطالبات پیش کرتے ہیں اور رعب ڈال کر انہیں منواتے ہیں۔

باسکٹ بال کی قسمت جاگی

1962-63ء میں کھیلوں کے حوالے سے کالج میں انقلابی تبدیلیاں آئیں جب کشتی رانی کی جگہ باسکٹ بال نے لے لی۔ جابجا اس کھیل کے چھوٹے چھوٹے میدان جنہیں اصطلاحی زبان میں باسکٹ بال کورٹ کہتے ہیں نظر آنے لگے۔ استاذی المکرّم نصیر احمد خان صاحب اس تبدیلی میں بہت متحرک نظر آئے۔ غالباً وہ اس کھیل کے محرک بھی تھے کہ خود بھی اس کھیل میں دلچسپی رکھتے تھے۔ کشتیوں کا بیڑہ بیتے دنوں کی یاد دل میں لئے یوں کھڑا تھا جیسے اندلس میں طارق بن زیاد نے اپنا سفینہ اللہ کے حوالے کیا تھا اس امید پر کہ ع

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

اللہ تعالیٰ کے توکل کے سہارے ہماری باسکٹ ٹیم کے جوہر کھل کر سامنے آئے جب ہمارے اکثر کھلاڑیوں نے ملکی سطح پر نام پیدا کیا اور اس کی نمائندگی بھی کی۔ باسکٹ بال کی طرف بروقت رجحان میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مصلحت بھی کارفرما تھی کہ کشتی رانی سوکھے دریاؤں میں کیسے ممکن تھی؟ بہرحال اب باسکٹ کی بہار تھی۔ ہر ہاتھ جس میں جان تھی گلیوں میں، محلوں میں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اسی کھیل کے ہنر آزماتا کہ گیند کو یوں اٹھائیں تو یہ ہوگا۔ نہ اٹھائیں تو یوں ہوگا۔ اس کھیل میں بھی ہمارا سکہ یوں بیٹھا کہ ملک کی نامور ٹیمیں یہاں آنے پر فخر محسوس کرتیں۔ سالانہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ حضرت پرنسپل صاحب کی ہدایت اور سرپرستی میں باقاعدگی سے ربوہ گراؤنڈز میں منعقد ہوتا اور یوں لگتا کہ یہ کھیل ہمارے لئے ہی بنایا گیا ہے۔

حضور کی نظر شفقت

ملکی ٹیموں سے مقابلوں نے ہمارے شوق مبارزت کو اور مہمیز کیا تو غیر ملکی ٹیموں کی تلاش شروع کر دی۔ مشکل کشا نے بہت جلد ہماری یہ مشکل بھی آسان کر دی کہ وہ جسے تم سرحد پار تلاش کر رہے وہ تو تمہارے پاس ہی موجود ہے۔ دوری نزدیکی میں بدل گئی جب شہر بھر میں یہ خبر گرم ہوئی کہ ہندوستان کی ٹیم باسکٹ بال میچ کھیلنے کے لئے پاکستان آئی ہوئی ہے اور ربوہ میں میچ کھیلنے کے لئے منظوری کی منتظر ہے۔ اندھا کیا چاہے؟ دو آنکھیں۔ جھٹ درخواست منظور ہوئی اور پٹ میچ کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ ایسے موقعے بار بار کب آتے ہیں کہ غیر ملکی ٹیم ہماری ہونہار اور نوزائیدہ ٹیم کی پذیرائی کے لئے خود چل کر اس کے پاس پہنچی۔ پرکھوں کی روایتیں نسل در نسل ہمیں آج بھی مہمانوں کی خدمت میں ہر خوشی عطا کرتی ہیں۔ چنانچہ مہمانوں کی آمد سے پہلے پہلے ہر انتظام کی تکمیل بشرح صدر مکمل کر لی گئی۔ ایک عالم تھا کہ جس کی گرفت میں ہر کوئی مصروف نظر آتا تھا مگر عامۃ الناس شاگردوں کے عقل و شعور کو آزمانے کی یہاں کوئی گنجائش نہ تھی کہ وہ اس عمل میں محض تماشائی تھے اور ہمیں یہ کہنے میں یہاں کوئی باک نہیں کہ ہم ہر جہت میں اپنے تئیں اس تماشائی طائفہ کے ادنیٰ ترین رکن تھے۔ اس دن بھی روزمرہ کی طرح اپنی کلاس میں بیٹھے استاد محترم کا لیکچر سن رہے تھے کہ اچانک پُرسکون کلاس میں کسی نے اپنی آمد کی خبر دی! سب کی نظریں نووارد کی طرف اٹھ گئیں کہ ع

یوں کودا تیرے گھر میں کوئی دھم سے نہ ہوگا

دیکھا تو مکرم شادی خان کھڑے مسکرا رہے تھے۔ وجہ نزول پوچھی؟ تو مزید مسکرا کر اس ہر دلعزیز اور ہر دم رواں پیہم رواں مددگار کارکن نے مؤدبانہ ہو کر عرض کی ''میاں صاحب نے منیر صاحب نوں بلایا ہے''۔ خوش قسمتی سے اس وقت کلاس میں 3 ایسے طالب علم تھے جن کا نام منیر تھا۔ سربراہ کالج کا اچانک بلاوا تینوں کے لئے حیرانی کا موجب تھا۔ استاد محترم نے شادی خان صاحب سے وضاحت چاہی کہ آپ کو پتہ ہے کون سے منیر صاحب؟ اس پر شادی خان صاحب نے کہا کہ منیر فرخ! میرے کانوں نے اپنا نام سنا ضرور مگر میرے اندر سے آواز آئی کہ ضرور غلطی لگی ہوگی، وگرنہ کہاں تو اور کہاں حضرت پرنسپل صاحب! عالم حیرت میں ادنیٰ اور اعلیٰ کا فرق بڑھنے لگا۔ بہرحال تعمیل حکم ضروری تھی۔ تفکرات میں ڈوبا حضرت کے حضور حاضر ہوا۔ سلام عرض کی تو جواباً حضور نے دعاؤں سے نوازا اور ایسے انداز میں مجھ سے گفتگو فرمائی جیسے ایک آقا اپنے غلام سے بات کرتا ہے۔ ایسا غلام جس پر ہر طرح کا اعتماد ہو کہ اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ فرمایا! تمہیں پتہ ہے انڈیا کی باسکٹ بال ٹیم یہاں آرہی ہے؟ کون اس میچ کے لئے مہمان خصوصی ہوگا؟ کون اس کا افتتاح کرے گا؟ جواب میں دھیمی آواز میں صرف اتنا ہی منہ سے نکلا، جسے آپ حکم

فرمائیں گے۔ پھر اسی شفقت سے اپنی بات کو جاری رکھا اور فرمایا۔ تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ جا کر انتظام کرو۔ میں پہلے ہی گومگو کی کیفیت میں مبتلا تھا، حضرت کی بات سن کر اندیشہ ہائے دور و دراز کی بھول بھلیوں میں گم ہوگیا کہ اتنی بڑی ذمہ داری کیسے نبھاؤں گا؟ مگر حضرت کی بات ابھی مکمل نہ ہوئی تھی۔ پوری بات سنے بغیر ہی دور کی سوچنے لگا تھا۔ کچھ توقف کے بعد حضور نے اپنی بات مکمل کی تو ہر زاویہ سامنے آ گیا۔ آپ نے فرمایا تم کالج کے سفیر ہو۔ محترم کمشنر صاحب سرگودھا ڈویژن کے پاس جاؤ، میں نے ان کے نام تعارفی خط لکھ دیا ہے وہ انہیں دکھانا اور باقی تفصیل زبانی کہہ دینا کہ آپ ہمارے مہمان خصوصی ہیں۔

بصیرت اور دوراندیشی تو آپ کی میراث تھی، اس کا اظہار آپ نے یہاں بھی کیا کہ کمشنر صاحب اگر کسی وجہ سے نہ مل سکیں یا کوئی مصروفیت ان کے آڑے آئے تو دوسری محترم شخصیت کا انتظام بھی بروقت کرلیا جائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ''دوسرا تعارفی خط DIG کے نام ہے کہ کمشنر صاحب اگر نہ ملیں تو ان سے مل لینا۔ یہ باریک بینی ہر منتظم کے لئے گرہ میں باندھنے کے لائق ہے کہ خفت سے بچنے کے لئے اس پہلو کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

چنانچہ حضور سے تمام ہدایات لے کر محترم جنید ہاشمی صاحب (آفس سپرنٹنڈنٹ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر خیال آیا کہ حضور سے ایک ساتھی طالب علم کو اپنے ہمراہ لے جانے کی اجازت مانگ لوں۔ حضور کے استفسار پر عرض کی کہ محترم انیس احمد صاحب (ابن حضرت ڈپٹی شریف احمد صاحب) جو میرے کلاس فیلو ہیں کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ حضور نے بخوشی اس کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا۔ تم نے پوچھا ہی نہیں کہ اس سفارت کاری کے اخراجات کا بوجھ کون برداشت کرے گا؟ پھر خود ہی فرمایا۔ اس کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔ جاتے ہوئے جنید صاحب کے پاس دعوت ناموں کے خطوط کے ساتھ تیسرا لفافہ بھی ہے، اس میں بندرقم تمہارے خرچ کے لئے ہے۔ چنانچہ ہر چیز جس کی تفصیل حضور نے بیان فرمائی تھی محترم جنید صاحب سے حاصل کر کے حضور کی دعاؤں کے سائے میں سفر وسیلہ ظفر پر روانہ ہو۔ اخراجات کی رقم کھول کر دیکھی تو حیرانی سے کبھی اس رقم کو کبھی اپنے آپ کو دیکھتا کہ اتنی ساری دولت کا کیا کروں گا جو 25 روپے پر مشتمل تھی جبکہ اس زمانے میں بڑے سے بڑے آفیسر کا روزانہ کا الاؤنس غالباً سات، آٹھ روپے سے زیادہ نہ تھا۔ غرض سفارتکاری کا یہ سفر بہت بارآور ثابت ہوا کہ کامیابی نے ہر منزل پر ہمارے قدم چومے۔ بیوروکریٹس کے ناز و انداز اور آداب شاہانہ کی دنیا گواہ ہے۔ گواہی کی سچائی اور کروفر ہم نے بھی دیکھا! ہم عام لباس پہنے ہوئے کالج کے غریب الدیار طلباء تھے۔ مگر ایک غیبی طاقت تھی کہ ہمیں آگے بڑھا رہی تھی۔ کمشنر صاحب کے دفتر میں ہمیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا مگر کمشنر صاحب چھٹی پر ہونے کی وجہ سے ہمیں نہ مل سکے۔ DIG صاحب کے دفتر پہنچتے پہنچتے چھٹی ہو چکی تھی اس لئے ان کو گھر پر جا ملے۔ بہت عزت سے انہوں نے ہمارا استقبال کیا۔ مہمان نوازی کے بعد ہمارے تعارفی خط اور ہماری گفتگو کو دل میں جگہ دی۔ بہت خوشی سے ہماری دعوت قبول کی اور ہمیں گھر کے بیرونی گیٹ تک چھوڑنے آئے۔

سفارتی سفر سے کامیاب مراجعت پر انیس صاحب محترم کو شکریہ کے ساتھ رخصت کیا اور حضرت پرنسپل صاحب کے در دولت پر آغاز سے انجام تک تمام حکایت بیان کی۔ آپ بہت خوش ہوئے دعائیں لے کر آپ کے دفتر سے روانہ ہوا تھا اب دعائیں سمیٹتا ہوا آپ کے گھر سے باہر آیا۔ تمام اخراجات کا تخمینہ باوجود تمام فضول خرچی کے شاید ایک روپیہ پچاس پیسے بنا۔ آپ کی خدمت میں بقایا رقم تئیس روپے پچاس پیسے واپس کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو فرمایا گو بہت کم ہیں مگر یہ تمہارا انعام ہے۔

تعمیر بیت کی تڑپ

میری تعلیم قریب قریب اختتام پذیر تھی، سالانہ امتحانات کا غالباً آخری پرچہ تھا کہ حضور نے اپنے دفتر طلب کیا! حاضر خدمت ہو کر مؤدبانہ سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کے جواب کے بعد فرمایا کہ تمہارے امتحانات تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ اب کیا ارادہ ہے؟ عرض کی نتائج کے اعلان تک فارغ ہوں۔ فرمایا تمہیں پتہ ہے کالج کی بیت ابھی تک تعمیر نہیں ہوئی۔ پرانے طلباء جو اس کالج سے فارغ التحصیل ہیں اور صاحب استطاعت ہیں، آگے آئیں تو یہ تعمیر اس خالی زمین کو آباد کر دے گی جو اس بیت کے لئے مختص ہے۔ آپ نے اک جوش کے ساتھ جس میں اعتماد بھی تھا مجھے فرمایا کہ تم اس سلسلہ میں کیا کر سکتے ہو؟ عرض کی جب تک فارغ ہوں کالج کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ یہ جواب سن کر آپ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا، شاباش دی اور بتایا کہ آپ کو دفتر، متعلقہ سٹیشنری اور ایک مددگار کارکن مہیا کر دیتے ہیں۔ کل سے کام شروع کر دو۔ کام کی نوعیت کے متعلق مزید ہدایات کے لئے دوسرے دن دفتر آنے کو کہا۔ وقت مقررہ پر اگلے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بتایا تمہارا دفتر تیار ہے۔ ایک کاغذ مجھے پڑھنے کو دیا کہ جس پر کالج کے پرانے طلباء کو تحریک کی گئی تھی کہ جس طرح آکسفورڈ یونیورسٹی میں (Balial) بے لیئل کالج کے پرانے طلباء نے اپنے کالج کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک عظیم ہال تعمیر کر دیا تھا۔ اسی طرح آپ بھی آگے آئیں تو کالج کی تعمیر بیت کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے۔ یہ خط مجھے دے کر فرمایا کہ اس مضمون کو مجوزہ پیڈ پر خوش خط نقل کر کے آپ کے دستخطوں سے ان تمام پرانے طلباء کو بھجواؤں جن کی لسٹ مع کوائف بھی میرے حوالے کی۔ یہ کام پوری لگن اور دلجمعی سے خالص آپ کی نگرانی میں تقریباً دو ماہ جاری رہا۔ سابق طلباء کالج کی اکثریت نے اس کام میں دل کھول کر حصہ لیا۔ صحیح تعداد تو مجھے اب یاد نہیں پر لگ بھگ 1000 طلباء کو یہ خطوط ارسال کئے گئے۔ کام تقریباً ختم ہو چکا تھا کہ میری سیلیکشن (Selection) بطور کمیشنڈ آفیسر خدا کے فضل سے پاکستان آرمی میں ہوگئی اور وہاں سے کال آنے پر آپ کی اجازت سے کاکول روانہ ہوگیا۔ آپ نے اس کام کے لئے انتہائی معقول رقم بطور تنخواہ مقرر کی مگر میری درخواست پر کہ میں یہ کام بطور ثواب، اعزازی طور پر انجام دوں گا۔ آپ نے درخواست قبول فرمائی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ کام کے ہر مرحلے پر آپ میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے اور ہمیشہ خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ یہ تھی میری ادنیٰ سی کاوش تعمیر بیت کالج میں جو حضور کی توجہ سے مجھے حاصل ہوئی اور میں آپ کی دعاؤں کا وارث بنا۔

یہ ایک یادگار دور تھا کہ خاندان حضرت مسیح موعود کے متعدد چشم و چراغ ہمارے ساتھ زیر تعلیم تھے۔ اکثر مجھ سے آگے تھے اور چند ایک مجھ سے پیچھے۔ محترم صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب میرے کلاس فیلو تھے۔ حضرت پرنسپل صاحب سربراہ کالج تھے۔ آپ کے ساتھ استاذی المکرّم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب بھی موجود تھے۔

مکرم حکیم منور احمد عزیز صاحب

ملٹھی کا مختصر تعارف

اردو مشہور نام ملٹھی۔ عربی اصل السوس یہ ایک مفروش بیل کی جڑ ہے۔ (یعنی زمین پر پھیلی ہوئی) جو سطح زمین سے کافی گہری نیچے کی جانب سیدھی چلی جاتی ہے۔ ان جڑوں کو موسم برسات میں زمین سے کھود کر اکٹھا کر لیتے ہیں پھر ان جڑوں کو ٹکڑوں کی شکل میں کاٹ کر اور دھو کر خشک کر لیتے ہیں۔ ملٹھی کو اصل السوس اور عصارہ کو رب السوس کہتے ہیں۔

یاد رہے مشہور ہے کہ سانپ اس پر ذائقہ کے لحاظ سے عاشق ہے۔ اس لئے اس کی جڑ کو منہ میں ڈال کر چوستا ہے۔ اس لئے بطور احتیاط اس ملٹھی کو مقشر یعنی اوپر سے چھیل کر استعمال کرنا چاہئے۔

خشک جڑ کی رنگت زرد بھوری

ذائقہ شیریں۔ مزاج گرم خشک درجہ دوم

مقدار خوراک ایک ماشہ سے چھ ماشہ تک

مصلح یعنی کتیرا اور گلاب سے اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ مقام پیدائش، پاکستان میں پشاور، عراق، جنوبی یورپ، ایشیائے کوچک، مصر، منچوریا، ہند، چین میں دریاؤں کے کنارے پر مرطوب مقامات میں پیدا ہوتی ہے۔ وسط ایشیا کی ملٹھی بہترین سمجھی جاتی ہے۔

فوائد۔ مسکن حرارت (گرمی سے سکون دیتی) ملین طبع (پاخانہ کو نرم کرتی) مدر بول (پیشاب کھول کر لاتی) کھانسی کیلئے مفید ہے۔ غلیظ اخلاط کو معتدل القوام کرتی ہے۔ شدت پیاس اور سوزش معدہ کو مفید ہے۔ پٹھوں کو طاقت دیتی۔ حلق کو تر اور نرم کرتی ہے۔ دردوں کو دور کرتی۔ ملٹھی پھیپھڑوں اور امراض سینہ میں بہت مفید ہے۔ امراض بلغمی و سوداوی میں منضج کے نسخوں میں استعمال کرتے ہیں۔ مصر اور ترکی میں ملٹھی کو پانی میں بھگو کر اور مل چھان کر اس پانی کو شربت کی بجائے استعمال کیا جاتا ہے۔ موسم گرما میں فرانس کے کئی لوہے، کے کارخانوں میں مزدوروں کو یہی سیال پانی کی بجائے پلایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سے گرمی برداشت کرنے کی قوت بڑھ جاتی ہے۔

سل و دق خشک کھانسی کیلئے مشہور عالم طب یونانی کا شربت اعجاز نسخہ حکیم اکبر ارزانی صاحب

برگ بانسہ 50 گرام۔ عناب 20 دانے۔ لسوڑیاں 60 دانے کتیرا گوند 10 گرام۔ گوند کیکر 10 گرام۔ بیدانہ 15 گرام ملٹھی مقشر (چھلی ہوئی) بیخ خطمی۔ بیخ خبازی گل نیلوفر گل بنفشہ ہر ایک 20 گرام چینی ایک کلو، گوند کیکر اور گوند کتیرا کے علاوہ تمام ادویات کو پانی میں بھگو کر جوش دے کر بطریقہ معروف چینی ملا کر قوام تیار کریں۔ پھر گوندیں ملا کر بقدر 30 گرام صبح شام 125 گرام خالص عرق گاؤزباں میں ملا کر استعمال کریں۔

بچوں کی کھانسی

سفوف کاکڑاسینگی، آٹا ملٹھی مقشر (چھلی ہوئی) برابر وزن ملا کر بقدر ایک رتی سے دو رتی دودھ یا شہد میں ملا کر دیں۔ انشاء اللہ آرام ہوگا۔

ر۔ش

میرے والدین

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب اور مکرمہ امۃ الحمید صاحبہ

میری پیاری امی مکرمہ امۃ الحمید صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم سابق امیر ضلع لودھراں مختصر علالت کے بعد 5 جولائی 2010ء بوقت فجر بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں وفات پا گئیں۔ ابھی تو ابا جان کی وفات کا صدمہ ہلکا نہیں ہوا تھا کہ اڑھائی ماہ بعد امی کا بھی بلاوا آ گیا اور وہ اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئیں۔ مقامی طور پر ان کی نماز جنازہ مربی ضلع لودھراں مکرم شیخ محمد صدیق صاحب نے پڑھائی۔ جس میں شہر کی مقامی جماعت کے علاوہ گردونواح سے بھی احباب شامل ہوئے۔ امی جان بفضل خدا 1/8 حصہ کی موصیہ تھیں اور کم وبیش 61 سال پہلے کی وصیت کی ہوئی تھی۔ اسی روز میت ربوہ لائی گئی۔ ساڑھے پانچ بجے شام جنازہ ربوہ پہنچنے پر بعد نماز مغرب مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے بیت مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی۔

ہماری والدہ صاحبہ انتہائی سچائی پسند، راست گو اور راست رو تھیں۔ جھوٹ کے قریب بھی نہیں پھٹکتی تھیں۔ جانفشانی اور ذمہ داری سے اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرنے والی تھیں۔ نماز، تلاوت قرآن، روزہ اور دیگر عبادات دلی شغف اور پابندی سے ادا کرتیں۔ لجنہ کے اجلاسات میں ہمیشہ شوق سے شامل ہوتیں۔ بڑی خالہ جان 17 سال لودھراں شہر کی صدر لجنہ رہیں۔ ان کے بعد 10 سال امی جان کو بھی بطور صدر لجنہ لودھراں خدمت کی توفیق ملی۔ دیندار فطرت رکھتی تھیں۔ خاکسارانہ طبیعت اور درویش منش انسان تھیں۔ دوسروں کو ہمیشہ اپنی ذات پہ ترجیح دیتیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اپنی وصیت کا حساب مکمل کیا ہوا تھا۔

شعر وشاعری اور اچھی تحریرات پڑھ کر بہت خوش ہوتیں۔ مطالعہ کی شوقین تھیں۔ کام کے دوران کوئی کاغذ ہاتھ آتا تو سنبھال لیتیں کہ وقت ملے گا تو پڑھوں گی۔ بچپن میں جب گھر میں بیت بازی ہوتی تو سب گھر والے اکٹھے ہوتے اور اکیلی ایک طرف ہوتیں اور جیت جاتیں، درثمین اور کلام محمود کی لمبی نظمیں زبانی یاد تھیں۔ اکثر ان کو گنگناتی بھی رہتیں۔

اس سے پہلے میرے پیارے ابا جان مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سابق امیر ضلع لودھراں 17 اپریل 2010ء کو عزیز فاطمہ ہسپتال فیصل آباد میں وفات پا گئے۔ ابا جان عرصہ دو سال سے مختلف عوارض کی وجہ سے علیل تھے۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں زیر علاج تھے۔ لیکن آخری بیماری میں برین ہیمبرج ہوا۔ فیصل آباد ریفر کیا گیا۔ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ عزیز فاطمہ فیصل آباد میں زیر علاج رہے۔ آخر خدا کی تقدیر غالب آئی اور اپنے مالک حقیقی کے بلاوے پر اس کے حضور حاضر ہوگئے۔

ابا جان بھی بفضل خدا موصی تھے۔ 60 سال سے زائد عرصہ سے قبل سے وصیت کی ہوئی تھی۔ ابا جان کی نماز جنازہ 20 اپریل 2010ء کو بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا مکرم پروفیسر محمد خالد صاحب گورایہ نائب صدر عمومی نے کروائی۔

شہر کے علاوہ ضلع لودھراں کی کئی جماعتوں میں ابا جان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ابا جان کئی سال کیلیفورنیا امریکہ میں مقیم رہے۔ وہاں رمضان میں کئی دفعہ اعتکاف بیٹھنے کی توفیق پائی۔ چنانچہ وہاں بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی گئی اور سب سے بڑھ کر پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

میرے پیارے ابا جان انتہائی دلیر احمدی اور پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ ایسے علاقے میں رہائش پذیر تھے۔ جو جماعت کی انتہائی مخالفت کا علاقہ تھا۔ 1974ء سے قبل صادق آباد ضلع رحیم یار خاں میں مقیم تھے۔ پورے شہر میں ایک طرح صرف اکیلا ہمارا احمدی گھر تھا۔ باقی اکا دکا لوگ نہ ہونے کے برابر تھے۔ والدین بتایا کرتے تھے کہ 1953ء کے فسادات میں جب ہمارے گھر کا راشن پانی بند کر دیا گیا اور ملازموں کو کام کرنے سے روک دیا گیا۔ تو شہر کے ایک بارسوخ اور معزز شخص نے جو بذات خود زیادہ دیندار نہیں تھا۔ لیکن ابا جان کی نیکی اور دینداری کا قائل تھا۔ شہر کی مخالفت کے باوجود ہمارے گھر کی ضروریات کا خیال رکھا اور اپنے ملازموں کو ہمارے گھر کے کاموں کے لئے بھیجتا رہا۔

ہماری ایک بہن تین سال کی عمر میں فوت ہوگئی تو ابا جان کو خود رحیم یار خاں جا کر جماعت کے احباب کو صادق آباد جنازہ پڑھنے کے لئے لانا پڑا۔ کیونکہ اس وقت ذرائع آمد ورفت کم تھے۔

1974ء کے فسادات میں بھی ایک بڑا جلوس جو مختلف ہتھیاروں اور لاٹھیوں سے مسلح تھا اور مٹی کے تیل کے ٹین اٹھائے ہوئے تھے۔ ہدف ہمارا گھر تھا۔ لیکن خدا کے فضل سے مخالف کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے۔ شہر کے وہی بارسوخ اور معززین جن کے سامنے ابا جان پُرجوش دعوت الی اللہ کرتے رہتے تھے وہ درحقیقت ابا جان کی شرافت اور دینداری کے قائل تھے۔ ان لوگوں نے ہی ہمارے گھر کے افراد کو اپنی گاڑیوں میں محفوظ جگہ پہنچایا اور خود ہمارے گھر کے آگے کھڑے ہو کر جلوس کو برا بھلا کہہ کر واپس کیا۔

1978ء میں ہمارا گھرانہ لودھراں شفٹ ہوگیا کیونکہ وہاں کچھ تو شہر میں بھی اور اردگرد بستیوں میں بھی افراد جماعت خاصی تعداد میں تھے اور کچھ ہمارے عزیز وہاں موجود تھے۔

لودھراں آ کر بھی بدستور مخالفت کا سامنا تھا۔ پولیس احمدیہ بیت الذکر سے کلمہ مٹانے آئی۔ ساتھ ہی ابا جان کو باقاعدہ ہتھکڑی لگا کر بہاولپور جیل بھجوا دیا گیا۔ ابا جان بتاتے تھے کہ نمازوں کی باقاعدگی اور تہجد میں گریہ وزاری دیکھ کر باقی قیدی اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے ابا جان کو اپنا امام بنا لیا اور درخواست کرتے کہ ہمیں بھی باجماعت نمازیں پڑھایا کریں۔ وہ ابا کے حصے کی مشقت یعنی بیگار کا کام خود کرتے اور ابا جان کو نہ کرنے دیتے۔ جب ضمانت پہ رہا ہو کر آئے تو بعد میں بھی کئی قیدیوں کے خط گھر آتے رہے۔

بعدہ ایک اور طویل جماعتی مقدمہ کا سامنا رہا۔ یہ مقدمہ نہ صرف ان کی زندگی کے آخری سانس تک ان کے ساتھ رہا۔ بلکہ ان کی وفات کے چار دن بعد پیشی کی تاریخ تھی۔ سال ہا سال عدالتی پیشیاں بھگتیں۔ ابا جان اپنی فعال زندگی میں بہت پُرجوش اور اعلیٰ سرکاری حکام تک اپنا مؤقف پیش کرنے اور اپنے زمین پہ پانی وغیرہ کے معاملات طے کروانے میں بہت سرگرم ہوتے تھے۔ لیکن بڑھاپے میں اس مقدمہ نے ان کو بے بس کر دیا۔ کوئی پیش نہ جاتی تھی۔ وہ علاج کے سلسلہ میں ربوہ میں مقیم تھے۔ لیکن 22/20 دن بعد انہیں مقدمہ کی سماعت کے لئے لودھراں جانا پڑتا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اتنے طویل سفروں سے ان کی صحت بہت متاثر ہوئی جس سے وہ بہت کمزور اور نڈھال ہوگئے تھے۔

میرے ابا جان نے ساری زندگی نماز تہجد بھی فرض نمازوں کی طرح پابندی اور باقاعدگی سے ادا کی۔ کئی دفعہ سفروں کے دوران فیصل آباد یا ربوہ سے واپس صادق آباد ٹرین سے جاتے۔ جو تین بجے رات صادق آباد پہنچتی۔ ٹرین سے اتر کر اس وقت گھر آ کر تہجد ادا کرنے کے بعد سوتے اور آرام کرتے۔ بچپن میں اکثر ان کی تہجد میں گریہ وزاری سے میری آنکھ کھل جاتی تو ان کو سجدہ میں روتے ہوئے پایا۔

ابا جان بہت خوش مزاج، خوش لباس، خوش الحان، مہمان نواز اور متواضع انسان تھے۔ صادق آباد میں بھی اور لودھراں آ کر بھی مرکزی مہمانوں کی بہت آؤ بھگت کرتے اور ان سے ہر طرح تعاون کرتے خلافت اور جماعت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ جماعتی مالی تحریکات اور چندوں میں بہت فراخ دلی سے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ بہت ہمدرد اور نرم دل انسان تھے۔ دوسرے کی تکلیف دیکھ کر پریشان بلکہ آبدیدہ ہو جاتے۔ اپنے بچپن میں مجھے ابا جی کا یہ شعر گنگنانا یاد تھا۔ اپنی وفات سے چند دن پہلے بھی بڑے درد دل سے یہ شعر پڑھ رہے تھے تو مجھے وہ پرانا زمانہ یاد آ گیا۔

رحمت پہ تیری میرے گناہوں کو ناز ہے
بندہ ہوں جانتا ہوں تو بندہ نواز ہے

یا پھر یہ پڑھتے۔

بڑی ہی کٹھن ہے یہ الفت کی بازی
ایک بار جیتا سو بار ہارا
پروردگارا پروردگارا تو ہی بھروسہ تو ہی سہارا

ابا جان کی وفات کی خبر سنتے ہی ہمارے غیر احمدی مزارع جو صادق آباد سے بھی آگے تین سٹیشن سندھ کی طرف جہاں ہماری زمین ہے، سے لودھراں پہنچے۔ سب اہل خانہ ابا جان کی تدفین کے سلسلہ میں ربوہ میں تھے۔ تب انہوں نے لودھراں ہمارے گھر کے باہر سے بھائیوں کو فون کیا کہ چوہدری صاحب کی وفات کی خبر سنتے ہی ہم لودھراں پہنچے ہیں اور آپ لوگ موجود نہیں۔

میرے والدین دونوں پیدائشی احمدی تھے، بہت سادہ طبیعت دیندار اور تقویٰ کے حصول کے لئے کوشاں وجود تھے۔

جانے والے کبھی نہیں آتے
جانے والوں کی یاد آتی ہے

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان سے بہت رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ہر آن ان کے درجات بلند کرتا رہے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا کرے۔

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہابہار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

میرے ابا جان کی وفات کے موقع پر عہدیداران جماعت، صدر صاحب محلّہ، صدر صاحبہ لجنہ، دیگر اہل محلّہ اور موجود عزیز واقارب نے بھرپور تعاون اور اخوت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اعلیٰ ترین جزا عطا کرے اور دینی و دنیاوی حسنات وترقیات سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ ہم بہن بھائیوں کا بھی آپ حافظ و ناصر ہو اور والدین کی نیکیوں کو اپنانے کی توفیق دے۔ نیز اس خلاء اور صدمہ کو صبر سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم فضل احمد انجم صاحب معلم وقف جدید گڈو بیراج سکھر تحریر کرتے ہیں۔

جماعت گڈو بیراج ضلع سکھر میں دو بچوں فرحان رشید اور نعمان رشید نے ایک سال کے عرصہ میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرلیا۔ دونوں بچوں کی تقریب آمین مورخہ 11 نومبر 2010ء کو ہوئی۔ مکرم میر عبدالباسط صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ نے بچوں سے قرآن کریم سنا اور انعامات تقسیم فرمائے اور بعدازاں دعا کروائی۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت خاکسار کے حصہ میں آئی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو قرآن کریم پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم مرزا انوار الحق صاحب مربی انچارج ونیشنل صدر جماعت احمدیہ ساؤتومے تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے عزیزم ابرار الحق نے 5 سال 6 ماہ کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کیا ہے اور مورخہ 3 دسمبر 2010ء کو جماعت ساؤتومے میں آمین کی تقریب منعقد ہوئی۔ بچے سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا گیا اور بعد میں دعا کروائی گئی۔ عزیزم مکرم مرزا محمد رشید صاحب مرحوم آف سمن آباد لاہور کا پوتا اور مکرم محمد رمضان صاحب بھٹہ سابق قائد خدام الاحمدیہ وزعیم انصاراللہ ضلع فیصل آباد کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے اور قرآن کے علوم ومعارف سمجھنے اور اس پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرم شاہد محمود بھٹی صاحب ولد مکرم رشید احمد بھٹی صاحب وصیت نمبر 80840 نے مورخہ 23 مارچ 2008ء کو دارالعلوم غربی حلقہ صادق ربوہ سے وصیت کی تھی۔ موصی صاحب کا دفتر وصیت سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصی صاحب خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

کامیابی

(بیوت الحمد گرلز ہائی سکول ربوہ)

بیوت الحمد گرلز ہائی سکول کی طالبہ صاعدہ بشریٰ کلاس نہم زینب گروپ نے ڈسٹرکٹ لیول پر اقبالیات میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی، اسی طرح سعدیہ منیر کلاس ہشتم میمونہ گروپ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے منعقد کئے جانے والے علمی وادبی مقابلہ جات میں شرکت کی اور تحصیل لیول پر مضمون نویسی کے مقابلہ میں اول اور ڈسٹرکٹ لیول پر مضمون نویسی ہی کے مقابلہ میں دوئم پوزیشن حاصل کی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ بیوت الحمد گرلز ہائی سکول کو بہت ترقی دے اور تمام طلبہ کو ہمیشہ شاندار نمایاں اور اعزازی کامیابیوں سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

نکاح وتقریب شادی

مکرم خوشی محمد شاکر صاحب مربی سلسلہ چنیوٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے دو بیٹوں مکرم محمد غالب صاحب اور مکرم طاہر محمود صاحب کی تقریب شادی 31/اکتوبر 2010ء کو لندن میں منعقد ہوئی۔ جس میں مہمان خصوصی مکرم بشیر احمد اختر صاحب جنرل سیکرٹری جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ تھے۔ یکم نومبر 2010ء کو بیت الفتوح لندن کے ہال میں دعوت ولیمہ منعقد کی گئی۔ اس موقع پر محترم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن نے دعا کروائی۔ مکرم محمد غالب صاحب کے نکاح کا اعلان مکرمہ فائقہ ذوالفقار صاحبہ بنت مکرم چوہدری ذوالفقار احمد صاحب آف لندن کے ساتھ مبلغ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر اور مکرم طاہر محمود صاحب کے نکاح کا اعلان مکرمہ سائقہ ذوالفقار صاحبہ بنت مکرم چوہدری ذوالفقا راحمد صاحب لندن کے ساتھ مبلغ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے 16 ستمبر 2010ء کو بیت مبارک میں کیا تھا۔ تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شادیوں کو دونوں خاندانوں کیلئے اپنی رحمتوں اور برکتوں کا موجب بنائے۔ آمین

میجر جنرل افتخار جنجوعہ

ہلال جرأت

جنرل افتخار جنجوعہ پاکستانی افواج کے ان افسروں اور جانبازوں میں سے تھے جن کا نام امر ہو چکا ہے۔ آپ نے 1965ء کی جنگ میں رن کچھ محاذ پر وطن کا بے جگری کے ساتھ دفاع کرتے ہوئے جارح دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا۔ پورے محاذ کی کمان میجر جنرل ٹکا خان کررہے تھے لیکن فی الحقیقت جس بریگیڈ نے اس محاذ پر سب سے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اس کی کمان بریگیڈیئر افتخار جنجوعہ کے ہاتھ میں تھی۔

بریگیڈیئر افتخار جنجوعہ نے اس بے جگری اور جرأت کا مظاہرہ کیا کہ اپنی طاقت پر نازاں دشمن کو پیچھے ہٹتے ہی بنی۔ افتخار جنجوعہ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اگلی صفوں میں جنگ لڑی جس کے نتیجے میں وہ زخمی بھی ہوگئے۔ صدر پاکستان نے اس شجاعت وجرأت کے اعتراف میں انہیں ہلال جرأت کا اعزاز دیا۔

1965ء کے بعد 1971ء میں بھی جنرل افتخار جنجوعہ نے اپنی بے مثال جرأت وبہادری کا مظاہر کیا اور وطن پر جان قربان کردی۔ چنانچہ میجر جنرل فضل مقیم خان نے اپنی کتاب ''پاکستان کا المیہ 1971ء'' میں آپ کو یوں خراج تحسین پیش کیا:-

دسمبر 1971ء چھمب کے سیکٹر میں میجر جنرل افتخار خاں کی کمان میں 23 ڈویژن کو جو مشن سونپا گیا تھا اس کے مطابق اسے دریائے توی تک کا علاقہ دشمن سے صاف کرنا تھا ..... 23، اے کی بٹالین اپنے جواں ہمت اور پرعزم کمانڈنگ آفیسر کی کمان میں دریا عبور کرنے میں کامیاب ہوگئی..... جس کا دفاع دشمن نے انتہائی مضبوطی سے کیا ہوا تھا۔ اس پر ہندوستان نے ہماری فوج پر زبردست گولہ باری شروع کردی۔ گھمسان کی جنگ میں دونوں فوجوں کا زبردست جانی نقصان ہوا..... بھارتی فوج اس زبردست حملے کی تاب نہ لاکر بہ عجلت تمام پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئی اور پسپا ہوکر افراتفری کے عالم میں راہِ افرار اختیار کرتے ہوئے اپنے پیچھے جنگی ساز وسامان، اسلحہ کے ڈھیر، تقریباً ایک سکواڈرن کے برابر صحیح سالم ٹینک اور بہت سی گاڑیاں بھی چھوڑ گئی۔ منورا اور چھمب پر پاکستان کا پرچم لہرا دیا گیا۔

اس وقت تک یہ ڈویژن مسلسل جنگ کرتے کرتے بہت تھک چکا تھا۔ پھر بھی اس میں ایک ایسا شخص تھا جو اب تک تازہ دم نظر آرہا تھا اور وہ اس کا جنرل تھا۔ بلاشبہ ایسے پرجوش اور باہمت جنرل کے لئے موجودہ قسم کی جنگی ذمہ داری (دفاعی پوزیشن میں رہنے والی) اس کی شخصیت کے مطابق نہ تھی۔ کیونکہ ایسے نڈر اور جوشیلے افسر کے لئے نچلا بیٹھنا ایک مشکل کام تھا۔ 10 دسمبر کو جوہیلی کوپٹر جنرل کو اگلے مورچوں کی طرف لے جارہا تھا اسے ایک ناخوشگوار حادثہ پیش آیا اور پاکستان کے یہ بہت ہی اچھے جنرل ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں دم توڑ گئے۔ (پاکستان کا المیہ 1971ء ص 282 تا 308)

جنرل افتخار کو آخری لمحات میں جب ہسپتال لے جایا جارہا تھا تو آپ نے جو آخری الفاظ کہے وہ یہ تھے۔

''میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے شہادت کا رتبہ مل گیا۔''

آپ کی انہی خدمات کے اعتراف میں چھمب کا نیا نام ''افتخار آباد'' رکھ دیا گیا۔

پتہ درکار ہے

مکرم ڈاکٹر اقبال مجید صاحب ولد مکرم کرنل مجید اللہ صاحب وصیت نمبر 48520 نے مورخہ 26 جولائی 2005ء کو ایبٹ آباد سے وصیت کی تھی موصی صاحب سے دفتر وصیت کا رابطہ نہیں ہو رہا۔ موصی صاحب کے موجودہ ایڈریس کے متعلق کسی عزیز یا رشتہ دار کو علم ہو تو دفتر وصیت کو ایڈریس سے مطلع کرکے ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرم مبشر احمد صاحب ترکہ خان حنیف احمد صاحب)

مکرم مبشر احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم خان حنیف احمد صاحب وفات پاچکے ہیں ان کے نام قطعات نمبر 23/1 دارالفضل برقبہ 5 مرلہ اور 25/1 دارالفضل برقبہ ایک کنال منتقل کردہ ہیں لہٰذا قطعہ نمبر 23/1 برقبہ 5 مرلہ مکرمہ عطیۃ الحبیب صاحبہ اور قطعہ نمبر 25/1 برقبہ ایک کنال والد صاحب کی زبانی وصیت کے مطابق 5`5 مرلے مکرمہ بشریٰ پروین صاحبہ اور عذرا پروین صاحبہ نیز باقی 10 مرلے مکرم ظفر احمد صاحب کے نام منتقل کردیا جائے۔ جملہ ورثاء کو اس تقسیم پر کوئی اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرم مبشر احمد صاحب۔ بیٹا
2۔ مکرم ظفر احمد صاحب۔ بیٹا
3۔ مکرمہ بشریٰ پروین صاحبہ۔ بیٹی
4۔ مکرمہ عذرا پروین صاحبہ۔ بیٹی
5۔ مکرمہ عطیۃ الحبیب صاحبہ۔ بیٹی

بذریعہ اخبار اعلان کی جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس (30) یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کرکے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

مجلس نابینا کیلئے تعاون کی درخواست

مجلس نابینا ربوہ اپنے نابینا بھائیوں کی آسانی اوران کے علم میں اضافہ کرنے کیلئے جماعتی کتب کوآڈیو فارمیٹ میں منتقل کرکے آڈیو کیسٹس مہیا کرتی ہے۔احباب جماعت سے گزارش ہے جو اس سلسلہ میں تعاون کرنا چاہیں خاکسار کومل لیں۔ خاکسار از حدممنون ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(صدر مجلس نابینا۔خلافت لائبریری ربوہ)

اعلان داخلہ

ISRA یونیورسٹی حیدر آباد نے بیچلر آف انجینئرنگ (الیکٹریکل) بی ایس کامرس، بی ایس اکنامکس، ایم ایس کامرس، ایم ایس اکنامکس اورایم بی اے میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 20دسمبر 2010ء ہے۔مزید معلومات کیلئے 0222030181-4 پر رابطہ یا isra.edu.pkوزٹ کریں۔

BIZTEK انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ ٹیکنالوجی نے بی بی اے، بی ایس، ایم بی اے، ای ایم بی اے، ایم ایس سی، ایم اے، پی ایچ ڈی اورایم ایس میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 24دسمبر 2010ء ہے۔مزید معلومات کیلئے 02135091871-3 یا35120461 پر رابطہ کریں یا درج ذیل ویب سائٹ وزٹ کریں www.biztek.edu.pk

نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد نے Ph.D ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ اٹھارہ سالہ تعلیم حاصل کرنے والے یا MS/M.Phil کی ڈگری HEC کی منظور شدہ یونیورسٹی سے حاصل کرنے والے امیدواراس میں داخلہ کے اہل ہیں۔ CGPA میں کم از کم 3.00/4.00یا 3.50/5.00 سکور ہو۔ Ph.D امیدوار کیلئے GRE ٹیسٹ کا پاس کیا ہونالازمی ہے۔فارم داخلہ جمع کرانے کی آخری تاریخ 20دسمبر 2010ء ہے۔مزید معلومات کیلئے 0419230081-85 پر رابطہ کریں یاwww.ntu.edu.pkوزٹ کریں

قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد نے نیچرل سائنسز، بایولوجیکل سائنسز، سوشل سائنسز میں ماسٹر پروگرامز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ امیدوار کیلئے لازم ہے کہ وہ کسی منظور شدہ یونیورسٹی سے کم ازکم سیکنڈ کلاس بیچلرز ڈگری یا مساوی کے حامل ہو۔26سال سے زائد عمر کے امیدوار داخلہ کے اہل نہیں ہیں۔داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 31دسمبر 2010ء ہے۔مزید معلومات کیلئے www.qau.edu.pk وزٹ کریں۔

ٹیکسٹائل انسٹیٹیوٹ آف پاکستان B.Sc ٹیکسٹائل سائنسز، B.Sc ٹیکسٹائل ڈیزائن ٹیکنالوجی، BBA ٹیکسٹائل مینجمنٹ اینڈ مارکیٹنگ BBA فیشن ڈیزائن مینجمنٹ میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 18دسمبر 2010ء ہے۔مزید معلومات کیلئے 02138109641-47 پر رابطہ کریں یا وزٹ کریں www.tip.edu.pk

یونیورسٹی آف کراچی ڈیپارٹمنٹ آف سٹیٹسٹکس نے (PGD) پوسٹ گریجوایٹ ان سٹیٹسٹکس میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ ایسے امیدوار جو کسی منظور شدہ ادارہ سے بی۔اے، بی کام، بی ایس سی، بی ای، ایم بی بی ایس یا بیچلر ڈگری کے حامل ہیں وہ بھی اس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 23دسمبر ہے۔ مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں 02199261300-07 Ext 2298 یا وزٹ کریں۔ www.uok.edu.pk

(نظارت تعلیم)

درخواست دعا

مکرمہ حلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم حکیم محمد یارصاحب مرحوم دارالعلوم وسطی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

خاکسار کی بڑی بہن مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری سردار بخش صاحب سلطان سکندر کالونی سلانوالی ضلع سرگودھا کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔فالج کے اثرات ہیں اور کمزوری بہت زیادہ ہے۔احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 10۔دسمبر

طلوع فجر	5:28
طلوع آفتاب	6:55
زوال آفتاب	12:01
غروب آفتاب	5:07

حسن نکھار کریم
چہرہ کی حفاظت اور نکھار کیلئے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

Hoovers World Wide Express
کوریئر اینڈ کارگو سروس کی جانب سے ریٹس میں حیرت انگیز حد تک کمی دنیا بھر میں سامان بھجوانے کیلئے رابطہ کریں
جلسوں اور عیدین کے موقع پر خصوصی رعایتی پیکجز
تیز ترین سروس کم ترین ریٹس، پک کی سہولت موجود ہے
پورے پاکستان میں اتوار کو بھی پک کی سہولت موجود ہے
0345-4866677
0333-6708024
042-5054243
7418584
بلال احمد انصاری، سفیان احمد انصاری
بیسمنٹ 25۔قیوم پلازہ ملتان روڈ چوبرجی لاہور
نزد احمد فیبرکس

شادی بیاہ وگرم کپڑوں کی زبردست ورائٹی دستیاب ہے
صاحب جی فیبرکس گیلری
ریلوے روڈ ربوہ: 092-47-6214300

Love For All Hatred For None
GAS LINES C.N.G
&
Petrol Pump Petroline
اسلام آباد ہائی وے اور لیتھر ار روڈ کے سنگم پر پل کراس کرکے KRL سگنل سے پہلے
Tel: 051-2614001-5
پروپرائیٹر چوہدری علی محمد وڑائچ اسلام آباد

FD-10

سچی بوٹی کمپاؤنڈ
سچی بوٹی کی دونوں اقسام پر مشتمل کمپاؤنڈ اعلیٰ ترین مصفی خون ٹیبلیٹ زبردست رعایت کے ساتھ ہر سٹور پر دستیاب ہیں۔
حفظ ماتقدم چھوٹے بڑے ایک گولی روزانہ لیا کریں۔
تفصیل استعمال دوا پمفلٹ میں پڑھیں
مزید معلومات ومشورہ کیلئے
0331-2334647,0300-9293818

ڈائجس ٹو، گیس اپھارہ تیزابیت پیٹ کی تمام تکلیفوں سے فوری نجات
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔اے
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ گلی عامر کلر لیب
فون نمبر: 0344-7801578

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
فینسی جیولرز
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

Dawlance Exclusive Dealer
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، مائیکرو ویو اوون، واشنگ مشین، ٹی وی، ڈی وی ڈی جیسکو جنریٹرز استریاں، جوسر بلینڈر، ٹوسٹر سینڈوچ، بیکرز، یو پی ایس سٹیبلائزر ایل سی ڈی، ویٹ مشین، ان سیکٹ کلر لائٹ انرجی سیور ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں۔
گوہر الیکٹرونکس گولبازار ربوہ
047-6214458

ماشاء اللہ روم کولر
جستی چادر سے تیار شدہ
ہر قسم کے روم کولر دستیاب ہیں
طالب دعا: محمد سرور
B-1-10-17 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور
فون: 042-5153706-0300-9477683

ہر علاج ناکام ہو تو؟
ان شاء اللہ ہولزمک ہومیوپیتھی سے شفا ممکن ہے
ہومیو ڈاکٹر سجاد بانی ہولزموپیتھی
0334-6372030/047-6214226